www.urdupalace.com

شیطانی محل

ایس امتیاز احمد-کراچی

پختہ ایمان والے جب ضروریات زندگی کے لئے تگ و دو کرنے لگتے ھیں تو واقعی ان پر شیطان اپنی گرفت سخت کردیتا ھے اور دنیاوی عیش و آرام کا لالچ دے کر ایمان والے کو کھیں کا نھیں چھوڑتا۔

کیا یہ حقیقت ہے کہ شیطان بڑے بڑے ایمان والوں کا ایمان متزلزل کر دیتا ہے، حقیقی کہانی

''دی نیوز'' کی اس خبر نے سارے شہر میں کھلبلی مچادی تھی۔ یوں خبر بھی کچھ کم حیرت انگیز نہ تھی۔ دی نیوز کے دروازے پر اس وقت خاصی بھیڑ تھی، لوگ ایک ہی بات پوچھ رہے تھے۔

''کیا یہ خبر صحیح ہے؟''

''جی ہاں، یہ خبر صحیح ہے۔'' بے چارہ ایڈیٹر اس جملے کو دہراتا دہراتا عاجز آ گیا تھا۔

بار بار فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔

فون کرنے والے صرف ایک ہی بات پوچھ رہے تھے۔

''کیا یہ خبر صحیح ہے۔''

''جی ہاں، یہ خبر صحیح ہے۔'' ایڈیٹر اب جھنجھلا کر جواب دے رہا تھا۔

لوگ بار بار اس لئے پوچھ رہے تھے کہ ان کو اس

www.urdupalace.com

خبر پر کسی طرح یقین نہیں آ رہا تھا، وہ اس کو اخبار کی اشاعت بڑھانے کا ایک ہتھکنڈا سمجھ رہے تھے اور ایڈیٹر اس لئے جھنجھلا رہا تھا کہ لوگوں کو اس کی چھاپی ہوئی خبر پر یقین کیوں نہیں، جب کہ اس نے پوری تصدیق کر کے خبر چھاپی تھی۔

خبر شہر کی جامع مسجد کے امام جناب شیخ عبدالعظیم کے متعلق تھی۔ شیخ عبدالعظیم جن کی عمر ساٹھ سال سے کسی طرح کم نہ تھی۔ لیکن اس کے باوجود ان کے بدن میں توانائی تھی۔ وہ اب بھی سینہ تان کر چلتے تھے۔ یہ اور بات ہے کہ عاجزی سے ان کی گردن جھکی رہتی تھی۔ رنگ گورا، گالوں پر ہلکی ہلکی سرخی بھرا ہوا چہرہ، چہرے پر دو بڑی بڑی جاگتی آنکھیں جنہیں اب تک شیشوں کی ضرورت نہ پڑی تھی۔ سفید بالوں والی خوب صورت داڑھی۔

وہ بے حد نیک آدمی تھے اور اپنی پرخلوص طبیعت کے لئے بہت مشہور تھے۔

کل رات وہ چھت پر سو رہے تھے۔ قریب ہی ان کی بیوی کا پلنگ تھا کہ ٹھیک بارہ بجے چھت پر ایک ہنڈولا اُترا، اس میں ایک خوب صورت پری بیٹھی ہوئی تھی، اس پری نے اپنے ساتھ لائے ہوئے غلاموں کو اشارہ کیا۔

اشارہ پاتے ہی غلاموں نے شیخ صاحب کو مع پلنگ کے اٹھالیا اور اس پلنگ کو ہنڈولے میں رکھ دیا۔ شیخ صاحب کی بیوی نے یہ پورا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ بول نہ سکیں وہ اسے جاگتی آنکھوں کا خواب سمجھتی رہیں، جب ہنڈولا آنکھوں سے اوجھل ہو گیا اور شیخ صاحب کا پلنگ بھی برابر میں نظر نہ آیا تو انہوں نے اپنے رخسار پر بڑے زور سے طمانچہ مارا، طمانچے کی آواز ہوئی اور ساتھ ہی انہوں نے تکلیف محسوس کی، پھر اٹھ کر وہ کھڑی ہو گئیں، اور چلانے لگیں۔ لیکن اب چلانے سے کیا ہونا تھا۔

پری شیخ صاحب کو اڑا کر لے جا چکی تھی۔

یہ تھا وہ واقعہ جس کو خبر بنا کر ''دی نیوز'' میں شائع کیا گیا تھا، بات واقعی حیرت انگیز تھی۔ لیکن تھی سچی۔ لوگوں کو یقین نہیں آ رہا تھا تو اس میں لوگوں کا قصور نہیں تھا۔ قصور اس واقعے کا تھا۔ جو کہ اس بیسویں صدی میں پیش آیا تھا۔

دن خاصا چڑھ گیا تھا۔ ہر طرف اس خبر کا چرچا تھا۔

''ارے تم نے سنا۔''

''ہاں یار بڑی عجیب بات ہے، شیخ صاحب کو پری اڑا لے گئی۔''

''کیا اب تک پریوں کا وجود ہے۔''

''اس واقعے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ پریاں ابھی موجود ہیں۔ ذرا تم سنبھل کر سونا کہیں تمہیں نہ اڑا لے جائیں۔''

''یار مجھے لے جائیں تو مزہ آ جائے، وہ کم بخت عاشق ہوئی تو ایک نمازی پرہیزگار پر، جو بوڑھا بھی تھا، ارے ہم جیسے کڑیل جوانوں کو لے جاتی تو......''

''ہاں یہ تو ہے......مگر وہ شیخ صاحب کو لے کہاں گئی ہو گی۔''

''کوہ قاف اور کہاں؟''

''اب عیش کر رہے ہوں گے۔ عیش۔''

ایک خوب صورت محل کے سجے سجائے کمرے میں ریشم جیسے ملائم گدگدے بستر پر وہ آنکھیں موندے پڑے تھے۔ کمرے میں ان کے علاوہ کوئی اور نہ تھا، لیکن اس کے باوجود وقفے وقفے سے ان کی داڑھی کے ریشمیں بال اڑنے لگتے جیسے کوئی پاس ہی بیٹھا بہت آہستہ آہستہ پنکھا جھل رہا ہو۔

شیخ صاحب صبح سے ہی بے ہوش پڑے تھے۔ پری نے راستے ہی میں ان کو بے ہوشی کی دوا سنگھا دی تھی، جوں جوں وقت گزرتا جاتا تھا، دوا کا اثر کم ہو رہا تھا اور اب وہ کچھ منٹوں کے بعد ہوش میں آنے والے ہی تھے۔ کمرے کی پوری فضا معطر تھی، اس کے ساتھ ہی خوشگوار اندھیرا بھی پھیلا ہوا تھا۔

اچانک شیخ صاحب کے جسم میں حرکت ہوئی، ان کا

www.urdupalace.com

ہاتھ پہلو سے اٹھ کر سینے پر چلا گیا۔ ہونٹ کھلے آواز نکلی۔
"یا اللہ"
آنکھیں بند ہی رہیں پھر پپوٹوں کو حرکت ہوئی، شیخ صاحب نے سیدھے ہاتھ کی طرف گردن موڑ کر تکیے کو دیکھا، وہاں جانماز کے بجائے کشمشی رنگ کی مخمل دکھائی دی۔

اللہ کے نیک بندے کا دل گھبرایا اور انہیں خود بخود کسی خطرے کا احساس ہوگیا، وہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھنے لگے۔
"یا اللہ...... یہ کیا ماجرا ہے؟" دل نے سوال کیا۔
تب ہی کمرے میں ایک باریک سی مترنم ہنسی گونجی۔
"کون؟" شیخ صاحب نے پرچھائیں سے پوچھا۔
جواب میں وہی باریک مترنم ہنسی۔
شیخ صاحب نے دل ہی دل میں کئی آیتیں پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلیں تب انہوں نے اطمینان قلب محسوس کیا۔ چہرے پر بھی کسی قدر سکون کے آثار نظر آنے لگے۔
"تو کون ہے بول۔"
پھر وہی باریک مترنم ہنسی۔
"تو کون ہے بتا...... اور اپنے آپ کو ظاہر کر...... مجھے تو کوئی خبیث روح معلوم ہوتی ہے۔ بتا یہ کون سا مقام ہے...... تو مجھے کہاں لے آئی ہے...... اور تیری غرض کیا ہے؟"
کمرے میں کچھ پرچھائیاں سی لہرائیں اور پھر ایک رس بھری آواز سنائی دی۔
"شیخ صاحب آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔"
"پریشان وہ ہوتے ہیں جنہیں خدا پر بھروسا نہیں ہوتا۔" شیخ صاحب نے بات کاٹی۔
"خیر...... میں جو کوئی بھی ہوں...... اپنے آپ کو مناسب وقت پر ظاہر کروں گی...... فی الحال آپ اطمینان سے لیٹیں...... جس چیز کی خواہش ہو حکم کریں...... حکم کی فوراً تعمیل کی جائے گی۔"
"تم مجھ سے کیا چاہتی ہو۔"
"فی الحال کچھ نہیں...... ابھی آپ نہا دھو لیجئے...... ناشتہ کرکے آرام فرمائیے...... پھر اطمینان سے باتیں ہوں گی۔"
پھر نہ جانے کیوں امام صاحب کو اطمینان سا ہوگیا...... انہیں محسوس ہوا جیسے اب کوئی خطرہ نہیں ہے۔
"آیئے۔" آواز آئی۔
اور وہ آواز کے ساتھ ہی اٹھ گئے۔
جب وہ نہا دھو کر واپس آئے تو انہوں نے مسہری پر ایک بہترین جوڑا رکھا دیکھا، انہوں نے اس طرف کوئی دھیان نہیں دیا اور کہنیاں تکیے سے ٹیک کر لیٹ سے گئے۔
"کپڑے بدل لیجئے۔" وہی آواز آئی۔
"نہیں...... شکریہ...... میرے اپنے ہی کپڑے ٹھیک ہیں۔" شیخ صاحب نے اتنے اعتماد سے کہا کہ آواز اصرار نہ کرسکی۔ جوڑا فوراً غائب ہوگیا۔ مسہری کے قریب ایک چھوٹی سی گول میز آ نکلی۔ اس پر ناشتہ چنا ہوا تھا۔
شیخ صاحب نے ناشتے کو غور سے دیکھا، مگر وہاں انہیں اپنے مطلب کی کوئی چیز نظر نہ آئی۔
"ہچکچاہٹ کیوں؟"
"اپنے اس ناشتے کو ہٹالو...... مجھے صرف دال روٹی چاہئے۔"
ناشتہ ہٹ گیا اور اس کی جگہ دال روٹی آ گئی، ناشتے کے بعد شیخ صاحب کو حقے کی طلب ہوئی...... ابھی وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ چونک پڑے...... سامنے تازہ بھرا ہوا حقہ رکھا تھا۔ حقہ گڑگڑانے کے بعد ان پر غنودگی سی طاری ہونے لگی۔ اور وہ اپنا ہاتھ سر کے نیچے اور ایک ہاتھ گھٹنے پر رکھے رکھے سو گئے۔ دوپہر کو آنکھ کھلی ظہر کا وقت ہو چکا تھا، وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے۔ وضو کیا، نماز پڑھنے کے لئے کسی مناسب جگہ کی تلاش میں تھے کہ ایک کونے میں چوکی اور چوکی پر جائے نماز رکھی

www.urdupalace.com

نظر آئی، نماز پڑھی، نماز پڑھنے کے بعد انہوں نے ایک عجیب طرح کا سکون محسوس کیا، ایسا سکون جو کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔

نماز پڑھ کر وہ کمرے یں ٹہلنے لگے۔ تب ہی کمرے کا دروازہ کھلا اس دروازے میں سے انہیں پھلوں سے لدا ہوا ایک خوب صورت باغ نظر آیا، وہ اس باغ کی طرف لپکے۔ تھوڑی ہی دیر ٹہلے ہوں گے کہ ان پر غنودگی طاری ہونے لگی اور وہ وہیں گدگدے فرش پر لیٹ گئے۔ لیٹتے ہی سو گئے۔ مغرب کے وقت آنکھ کھلی نماز پڑھنے کے بعد کھانا ملا۔ حقہ پیا اور پھر سوچنے لگے کہ آج مجھے اتنی نیند کیوں آ رہی ہے اور یہ سوچتے ہی سوچتے ان کی آنکھوں پر خواب کے دبیز پردے پڑ گئے۔

عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد وہ بیٹھے ہی تھے کہ کمرے میں تیز روشنی پھیل گئی۔ یہ روشنی کہاں سے آ رہی تھی اور کیسی تھی، انہیں کچھ معلوم نہ تھا۔ پھر آہستہ آہستہ روشنی کم ہونے لگی۔ روشنی کے کم ہونے کے ساتھ ساتھ شیخ صاحب کی آنکھیں کھلنے لگیں، اس وقت کمرے میں بڑی مدھم روشنی تھی جیسے چھ سات شمعیں جل رہی ہوں۔ پھر کمرے کا ایک دروازہ کھلا اور اس میں رنگین لباس لہرایا۔ شیخ صاحب کی آنکھیں ذرا اور کھل گئیں۔

کمرے میں داخل ہونے والی ایک نوجوان رسیلی لڑکی تھی جس کے باریک لباس سے اس کا جسم پھٹا پڑا تھا۔ شیخ صاحب نے اسے دیکھتے ہی لاحول کا ایک زوردار نعرہ لگایا۔

وہ بڑے کافرانہ انداز میں مسکرائی اور رقص کے انداز میں ہاتھ اٹھا کر ہوش رُبا انگڑائی لی۔ شیخ صاحب تاب نہ لا سکے انہوں نے منہ پھیر لیا اور جلدی جلدی آیتیں پڑھنے لگے۔

"اوہ آپ نے تو منہ پھیر لیا...... آپ نے تو مجھے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تھی...... لیجئے اب میں نے خود کو ظاہر کر دیا ہے...... مجھے جی بھر کر دیکھیے...... میرا نام گل بانو ہے...... میں ایک پری ہوں اور آپ کی کنیز...... اس وقت آپ میرے محل میں ہیں۔ یہ محل کوہ قاف کی سب سے بلند چوٹی پر آباد ہے، میرا خیال ہے کہ میں نے صبح پوچھے جانے والے ہر سوال کا جواب دے دیا ہے۔"

"تم ایک غیر مرد کے سامنے اتنے باریک لباس میں کھڑی ہو...... تمہیں شرم نہیں آتی۔"

جواب میں مترنم ہنسی گونجی۔

"اور اوپر سے ہنستی ہے...... بے حیا کہیں کی۔"

"شیخ صاحب...... ناراض نہ ہوں میری طرف دیکھئے...... میں نے لباس بدل لیا ہے۔"

شیخ صاحب نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور فوراً ہی استغفار پڑھتے ہوئے اپنا منہ چھپا لیا۔

گل بانو بالکل ننگی کھڑی تھی۔

پھر وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی مسہری کے پاس آ کھڑی ہوئی اور اپنا ہاتھ شیخ صاحب کے سر کے سفید بالوں پر پھیرا۔

"اپنے ناپاک ہاتھوں کو دور رکھو۔" شیخ صاحب منہ چھپاتے ہوئے بولے۔

"اوہ آپ تو ناراض ہو گئے...... میں نے یونہی مذاق کیا تھا...... اب میری طرف دیکھئے...... میں نے کتنی موٹی چادر لپیٹ رکھی ہے، دیکھئے، دیکھئے ناں۔"

"او...... خبیث عورت اپنی غرض بتا۔"

"شیخ صاحب...... آپ میں ذرا بھی حس نہیں مجھ جیسی نرم و نازک لڑکی کو خبیث کہتے ہیں...... اٹھئے ذرا میری طرف تو دیکھئے۔"

شیخ صاحب نے اپنا سر ہاتھوں سے نکالا، وہ واقعی ایک موٹی چادر اوڑھے کھڑی تھی۔ جس سے اس کا پورا جسم ڈھکا ہوا تھا۔ صرف چہرہ دکھائی دے رہا تھا، وہ مسکرائی۔

"بول۔" اُن کی آنکھوں میں سرخی گھلنے لگی۔

"اُٹھ کر میرے پاس تو آیئے۔"

وہ تیزی سے اُٹھے۔

"بول تیری غرض کیا ہے۔"

گل بانو مسکرائی۔ اپنے ہونٹوں کو سکیڑ کر دائرہ بنایا

www.urdupalace.com

اور بڑے پیار بھرے انداز میں بولی۔

"انہیں چوم لیجئے۔"

شیخ صاحب سر سے پاؤں تک لرز گئے...... آنکھوں میں خون اُتر آیا، اُن کا خود خود بہ خود اٹھا، ہوا میں لہرایا اور اتنی زور سے گل بانو کے گالوں پر پڑا کہ وہ الٹ گئی۔

گل بانو چوٹ کھا کر مسکرائی، اس کے گالوں پر خون کی پانچ لکیریں برابر برابر بہہ رہی تھیں۔

"شیخ صاحب...... کل سے آپ کا کھانا بند، اس وقت تک کے لئے جب تک آپ میری یہ معمولی سی خواہش پوری نہ کریں گے۔"

"لعنت ہے تجھ پر اور تیری معمولی سی خواہش پر، دور ہو جا میری نظروں سے۔" شیخ صاحب کڑکے۔

اور پھر واقعی اگلے دن سے نہ صرف اس نے کھانا پینا بند کر دیا بلکہ حقہ بھی بند کر دیا۔ دو دن شیخ صاحب نے بخیر و خوبی کاٹ دیئے تیسرے دن سے ان کی حالت غیر ہونے لگی۔ کھانے کی بات ہو تو آدمی کسی حد تک برداشت کرے لیکن پیاس کس طرح کوئی برداشت کر لے اور پھر اوپر سے حقے کی طلب۔

جب چوتھا دن لگا تو شیخ صاحب نے محسوس کیا کہ اب وہ زیادہ دن زندہ نہ رہ سکیں گے۔ پیٹ پیٹھ سے جا لگا تھا، رنگ زرد ہو چکا تھا۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ گئے تھے۔ ان کی چمک ماند پڑ گئی تھی۔ بھرا بھرا چہرہ سوکھ گیا تھا۔ ہونٹوں پر پپڑیوں کی تہہ جمی تھی۔

وہ بے جان سے مسہری پر پڑے تھے۔ ان چار دنوں میں گل بانو کئی بار اُن کے پاس آئی تھی لیکن انہوں نے ہر بار اس پر لعنت بھیج کر اسے مایوس لوٹا دیا تھا۔

وہ اتنے کمزور ہو گئے تھے کہ اپنا ہاتھ پہلو سے اٹھا کر سینے پر نہ رکھ سکتے تھے۔ آنتیں کھانے کے لئے فریاد کر رہی تھیں اور ہونٹ پانی کے لئے ترس رہے تھے۔

لیکن وہاں کھانا تھا نہ پانی...... ہاں ان کے سامنے گل بانو ضرور کھڑی تھی جو آہستہ آہستہ سرہانے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ شیخ صاحب نے آہٹ سن کر بڑی مشکل سے آنکھیں کھولیں۔ گل بانو مسکرا رہی تھی۔

شیخ صاحب اس کی طرف دیکھتے رہے۔ پتا نہیں کس عالم میں۔ گل بانو آہستہ آہستہ ان پر جھکنے لگی۔ اُس کے ہونٹ ان کے پپڑی جمے ہونٹوں کے بالکل قریب آ گئے تو شیخ صاحب نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اسے ہٹانے کی ناکام کوشش کی لیکن ہاتھ کو جنبش نہ ہو سکی۔

"مجھے روٹی دو۔" ہونٹ ہلے اور ایسا لگا جیسے آواز کہیں بہت دور سے آئی ہو۔

"روٹی ملے گی...... لیکن پہلے ہمارا کام۔" گل بانو مسکرائی۔ اور اپنے ہونٹوں کو پپڑی جمے ہونٹوں پر رکھ دیا۔ شیخ صاحب کو مجبوراً اس کے ہونٹوں کو بوسہ دینا پڑا۔

اور تب ہی گرجدار قہقہہ سنائی دیا۔ اس قہقہے کی آواز سے پورا محل لرز گیا۔ شیخ صاحب کے سامنے گل بانو کے بجائے ایک خبیث صورت آدمی کھڑا تھا۔ گل بانو پتا نہیں کہاں غائب ہو گئی تھی۔

"تم کون ہو۔" شیخ صاحب نے نحیف آواز میں کہا۔

"میں...... شیطان الشیاطین۔"

"کون ابلیس؟"

"ہاں...... میں ابلیس ہوں۔"

"لاحول ولاقوۃ۔"

"میرا تجربہ کامیاب ہوا۔" ابلیس نے زوردار قہقہہ لگایا اور غائب ہو گیا۔ شیخ صاحب بے ہوشی میں ڈوب گئے۔

رانی پور سے دس میل دور مشرق کی طرف آج بھی یہ محل جوں کا توں کھڑا ہے۔ جس میں شیطان نے اپنا تجربہ کیا تھا اس کے اندر ہر چیز ویسے ہی رکھی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے کوئی ابھی اس محل کو چھوڑ کر گیا ہو لوگ اسے "شیطان محل" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ کیا آپ رانی پور گئے ہیں۔

کیا آپ نے رانی پور میں شیطان محل دیکھا ہے؟